Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۵-۴۰ | جمعرات ۲۱ شوال ۱۴۱۰ھ، ۱۷ ہجرت ۱۳۶۹ ہش، ۱۷ مئی ۱۹۹۰ء | نمبر ۱۱۱

ذیلی تنظیموں سے کام لیں

"میں سمجھتا ہوں کہ اگر امراء اس خصوصی کام کو یعنی مشرقی یورپ کی قوموں سے تعلق قائم کرنا اور ان میں احمدیہ لٹریچر تقسیم کرنا۔ اس کام کو اگر وہ ذیلی تنظیموں سے بیں تو اُن کو بھی سہولت ہو جائے گی اور ذیلی تنظیمیں غالباً بہتر رنگ میں یہ کام کر سکیں گی۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایّدہ اللہ تعالیٰ
الفضل ۸ مئی ۱۹۹۰ء صٓ۳ کالم ۲)

ارشاداتِ عالیہ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"بعض مقام ایسے ہوتے ہیں کہ تقریر سے دل تسلّی پکڑتا ہے لیکن بعض مقام ایسے ہوتے ہیں کہ محض اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی کام کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کام میں صدہا مخفی اسرار ہوتے ہیں جن کو انسان کبھی سمجھ لیتا ہے اور کبھی نہیں۔ انسان کو چونکہ آخرت کے ذخیرہ کی ضرورت ہے اور بعض اوقات انسان کے افعال ایسے نہیں ہوتے جو آخرت میں کام دیں اس لئے اللہ تعالیٰ قضا و قدر سے اس کا تدارک کر دیتا ہے۔ جس طرح پر انسان روزہ رکھتا ہے تو اس روزہ کے ساتھ سحری بھی ہے اور اس میں اس کو اجازت ہے کہ جو چاہے سو کھائے لیکن قضا و قدر کا جو روزہ ہے اس کے لئے کون سی سحری ہے؟"

(ملفوظات، جلد ہفتم صٓ ۳۹۸-۳۹۹)

"انسان کی عجیب حالت ہے کہ اگر کہیں سانپ نکلے تو اس سے دہشت کھاتا ہے اور جس اندر کی بابت اُسے گمان ہو کہ یہاں سانپ ہے وہاں جاتے ہوئے ڈرتا ہے۔ لیکن ہزاروں تجارب، موت فوت کے اس کے سامنے ہیں اور پھر بھی نصیحت نہیں پکڑتا۔ ورنہ ایک موت ہی کا واعظ اس کی اصلاح کے لئے کافی تھا۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صٓ ۴۰۱)

انسان کیلئے لازم ہے کہ وہ ہر بدی سے اجتناب کرے

ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) اللہ تعالیٰ ان سے راضی رہے

فرمایا
"میں نے لوگوں سے اور اپنے نفس سے بھی پوچھا ہے چنانچہ جواب اثبات میں ملا۔ چور کو چوری کے بعد ایسی ملامت ہوتی ہے کہ وہ چوری کے اسباب کو اپنے گھر میں نہیں رکھ سکتا۔ اسی طرح ڈاکہ ڈالنے والے اور قاتل دونوں ارتکاب جرم کے بعد کہیں بھاگنا چاہتے ہیں۔ اسی طرح جھوٹا آدمی جھوٹ بولتا ہے تو جھوٹ کے بعد اس کو ملامت ہوتی ہے کہ یہ بات ہم نے جھوٹ کہی۔ غرض ہر بدی کے بعد ایک ملامت ہوتی ہے۔ جس بدی کو کرتا ہے اس بدی کے بعد اگر اس سے تفتیش کی جائے تو ایک حصہ میں چل کر وہ منکر ہو جاتا ہے۔ میں نے بعض چوروں سے پوچھا کہ اعلیٰ درجہ کی چوری میں مال پر ہاتھ تو مشکل سے پہنچتا ہے پھر کسی کے ہاتھ سے نکلواتے ہو کسی کے سر پر رکھتے ہو کسی سنار کو دیتے ہو کہ وہ زیورات وغیرہ کی شکل و ہیئت کو تبدیل کر دے۔ اس نے کہا کہ ایسا ہوتا ہے کہ ہم سنار کو سو روپے کی چیزیں پچھتر روپے میں دیتے ہیں۔ میں نے کہا کہ اگر وہ سو روپے کی چیز ساٹھ روپے میں رکھ لے تو پھر تم کیا کرو؟ تو مجھے جواب دیا کہ ایسے حرام زادے بے ایمان کو ہم اپنی جماعت سے نکال دیں گے۔ میں نے کہا کہ وہ بے ایمان بھلا کیسے ہوا؟ کہنے لگا کہ چوری ہم کریں مصیبت ہم اٹھائیں اور مال وہ کھا جائے تو پھر بھی اگر بے ایمان نہ ہوا تو اور کیا ہوگا۔ میں نے کہا اچھا وہ سنار تو صرف تمہاری اتنی سی مشقت برداشت کی ہوئی دولت کو غبن کر کے بے ایمان اور حرام زادہ ہو گیا مگر تم جو اوروں کی برسوں تک مصیبت اٹھا اٹھا کر جمع کی ہوئی دولت کو چرا لاتے ہو بے ایمان اور حرام زادے نہیں اس کا جواب مجھے کسی نے کچھ نہیں دیا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم نومبر ۱۹۱۲ء)

○ مکرم مبشر احمد صاحب گھمن آف موسے والا ضلع سیالکوٹ کی والدہ محترمہ پھیپھڑوں میں کینسر کی وجہ سے بیمار ہیں اور سامندل ہسپتال لاہور میں زیرِ علاج ہیں۔

○ مکرم فیاض احمد صاحب (مغربی جرمنی) اپنے اہلِ خاندان کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

○ مکرم محمد منظور احمد خان صاحب ایاز (لاہور) اعصابی کمزوری کی وجہ سے بیمار ہیں۔

○ محترمہ حکمت عباس عودۃ صاحبہ (ربوہ) اپنے اہلِ خاندان کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

○ مکرم عبد السلام صاحب انجم کی چچی محترمہ سفیرہ بیگم صاحبہ جرمنی میں بیمار ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں۔

○ محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری ہدایت اللہ صاحب سوہاوی کی ریڑھ کی ہڈی میں تکلیف ہے۔
احباب ان سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

○ ۲۳ مارچ ۱۹۹۰ء بروز جمعۃ المبارک احمدیہ ہال کراچی میں عزیزم زاہد خورشید ابن مکرم شیخ خورشید احمد صاحب سابق نائب مدیر الفضل اور عزیزہ ڈاکٹر امۃ المصور بنت مکرم قریشی ناصر احمد صاحب کے نکاح کا اعلان مکرم عبد الباسط صاحب شاہد نے بعوض ۱۰،۰۰۰ کینیڈین ڈالر حق مہر کیا۔
عزیزم زاہد خورشید محترمہ امۃ اللطیف صاحبہ سابق مدیرہ مصباح کے چھوٹے بیٹے ہیں اور عزیزہ امۃ المصور محترمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ سیکرٹری اشاعت لجنہ کراچی کی صاحبزادی ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو بابرکت کرے۔
عبد المجید نیاز - حیدر آباد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس، ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی، ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۷ ہجرت ۱۳۶۹ ہش ۱۷ مئی ۱۹۹۰ء

لگن اور خلوص

ہر وہ کام جس کی تکمیل کے ہم درپے ہوں وہ ایک لگن چاہتا ہے۔ جب تک خلوص سے پوری کوشش نہ صرف کر دی جائے۔ نہ وہ کام ہونے میں آتا ہے اور نہ ہمارے دل تسکین پکڑتے ہیں۔ ہم سب کچھ بھول کر اس کام کی تکمیل کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ ادھر ہماری تاحد امکان کوشش ہوتی ہے اور ادھر خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کی اہلیت پیدا ہوتی چلی جاتی ہے اور یوں ہمارا کام پایۂ تکمیل کو پہنچتا ہے۔

جہاں تک خدمتِ دین کا تعلق ہے یہ کوئی ادھورا چھوڑنے والا کام نہیں ہے۔ نہ اسے بے دلی سے کر کے ہم نتائج سے خوش ہو سکتے ہیں۔ یہ کام بھی لگن مانگتا ہے۔ اسے بھی خلوص کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے کوشش کو اس حد تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔ جہاں از خود فضل خداوندی ہمّت بندھانے لگے اور ہاتھ بٹانے لگے۔ ایسا کرنے کے لئے قربانی کا بے پناہ جذبہ ہونا لازمی ہے۔ انسان ہر چیز کو تیاگ کر خدمتِ دین میں مصروف ہو جائے۔ یہ بات درست ہے کہ سب لوگ ایسا نہیں کر سکتے لیکن کچھ لوگ تو یقیناً ایسا کر سکتے ہیں اور ایسے لوگوں ہی کو ہماری جماعت میں واقفین زندگی کہتے ہیں۔ ایسے لوگ جنہوں نے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر خدمتِ دین کے فریضہ کی ادائیگی کو زندگی کا مقصد بنا لیا ہے۔ پس ہمارے واقفین کو نہائت لگن اور خلوص سے اپنی کوششوں کو انتہا تک پہنچانا چاہیئے۔ ہمارے لئے سب سے بہتر اور سب سے بڑی مثال تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ہے۔ وہ تو سب کے سب دین کے لئے وقف تھے۔ ان کی کیفیت کو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے یوں بیان فرمایا ہے

> "صحابہؓ بھی بیوی بچوں والے تھے اور سلسلہ بیماری اور موت فوت کا بھی ان کے درمیان جاری تھا لیکن ان میں ہم کوئی ایسی شکائت نہیں سنتے جیسے کہ اس زمانہ کے بعض نادان شکائت کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صحابہؓ دنیا کی محبّت کو طلاق دے چکے تھے وہ ہر وقت مَرنے کے لئے تیار تھے تو پھر بیوی بچوں کی ان کو کیا پرواہ تھی ۔۔۔۔۔ وہ دین کی راہ میں اپنے آپ کو قربان کر چکے تھے۔"

یہی اصل لگن ہے اور یہی اصل طریق ہے خلوص سے کام کرنے کا۔

سب کو اپنے ساتھ ملاؤ تنہا تنہا رہتا کیا
پیار کو لوگ سمجھ جاتے ہیں پیار کی بات کا کہنا کیا
سیدھے سیدھے تیر کے ہم سب اس دریا کو پار کریں
ضد میں آ کر ہٹ دھرمی سے اُلٹے رُخ پر بہنا کیا

ابو الاقبال

کاش انساں میں کوئی خوئے دل آزاری نہ ہو
لاکھ بیماری سہی، لیکن یہ بیماری نہ ہو

امنِ عالم کا تصوّر بھی نہیں ممکن اگر
برہمن تسبیح پرور، شیخ زنّاری نہ ہو

وہ بھلا سمجھے گا کیا میری نوائے راز کو
جس نے بازی زندگی میں عشق کی ہاری نہ ہو

کس طرح کشتِ وفا شاداب ہو سکتی ہے جب
چشمۂ خونِ جگر ہی آنکھ سے جاری نہ ہو

پارسائی کا بھرم کُھل جائے پَل بھر میں اگر
کار فرما مجھ پہ یا رب تیری ستّاری نہ ہو

پا نہیں سکتا کبھی کوئی حیاتِ جاوداں
راہِ اُلفت میں اگر مَرنے کی تیاری نہ ہو

آسماں سے رحمتِ باری کا کیا ہو گا نزول
رات کو اٹھ اٹھ کے جب تک گریہ و زاری نہ ہو

گیت ہو تیری زباں پر آسماں گائے جسے
بادشاہوں کا قصیدہ، راگ درباری نہ ہو

ہیچ ہے میری نظر میں جُبّہ و دستار بھی
جب تلک حُسنِ عمل کی ان پہ گلکاری نہ ہو

بادشاہوں کی نوازش اہلِ دنیا کا کرم
سب کے سب بے سُود ہیں گر آپ سے یاری نہ ہو

اس جہاں میں کچھ کما لے نیکیاں جانِ عزیز
تا کہ پھر اگلے جہاں میں ذِلّت و خواری نہ ہو

کیوں نہ ہوں اے دل وہاں شیطاں کے حربے کامیاب
جس جگہ تقویٰ کی پختہ چار دیواری نہ ہو

اس سے بڑھ کر بدنصیبی اور کیا ہو گی اگر
حُسن تو کامل ہو لیکن عشق معیاری نہ ہو

آخرِ شب کون یہ سیلاب لے کر آئے گا
دیکھنا محمودؔ اپنی آنکھ بیچاری نہ ہو

ڈاکٹر محمود الحسن امین آبادی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت فضل عمر

اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے

تلقین عمل

۲۹ جولائی ۱۹۴۹ء ساڑھے چھ بجے شام مجلس خدام الاحمدیہ کوئٹہ نے قدرتِ ثانیہ کے دوسرے مظہر کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کرنے کے لئے یارک ہاؤس میں ایک دعوت عصرانہ کا اہتمام کیا۔ جس میں جماعت کے دوستوں کے علاوہ کئی غیر از جماعت معززین نے بھی شرکت کی۔ اکل و شرب کے بعد اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی تلاوت و نظم کے بعد قائد مجلس نے ایڈریس پیش کرتے ہوئے مجلس کی کارگذاری کی مختصر رپورٹ بھی پیش کی۔ اور حضور سے درخواست کی کہ حضور ممبران مجلس کو اپنی زریں نصائح سے مستفیض فرمائیں۔ اس کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

"قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کوئٹہ نے اپنی کارگذاری کی جو رپورٹ پڑھ کر سنائی ہے۔ اس پر مجھے اس لحاظ سے خوشی حاصل ہوئی کہ یہاں کے خدام میں ایک حد تک بیداری پائی جاتی ہے۔ اور وہ اپنے اس نام کی قدر کرتے اور اس کے مطابق اپنی زندگی بسر کرتے ہیں جو انہوں نے اپنے لئے اختیار کیا ہے سب سے پہلی بات جو ایڈریس کے ساتھ تو تعلق نہیں رکھتی لیکن نہایت اہم ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہندوستان میں مختلف قوموں اور زبانوں کے اختلاط سے ایک زبان پیدا ہوئی جس کو اردو کہتے ہیں اس زبان کی طرف ہندوستان میں بہت کم توجہ رہ گئی ہے۔ بلکہ یہ کوشش کی جارہی ہے کہ اسے بالکل مٹا ہی دیا جائے۔ پنجاب کا شہری طبقہ اس کا بہت شائق چلا آتا ہے اور اس میں علامہ اقبال اور حفیظ جالندھری جیسے بڑے بڑے شاعر پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے اردو زبان کی بہت خدمت کی ہے اور ان کی وجہ سے ہندوستان اور اس کے باہر اردو زبان بہت مقبول ہو گئی ہے۔ مگر پنجاب کے عوام اور غیر تعلیم یافتہ اشخاص ابھی اس سے بہت دور رہیں۔ اور انہیں اس میں کلام کرنا دوبھر معلوم ہوتا ہے اگر وہ اس میں بات کریں تو طریق گفتگو غیر زبان دانوں کا سا معلوم ہوتا ہے یوں تو غیر مادری زبان میں گفتگو کرتے وقت ہمیشہ ہی مشکلات پیش آتی ہیں اور لازمی طور پر لہجے میں فرق معلوم ہوتا ہے۔ تاہم اگر آپس میں اردو زبان میں ہی گفتگو کی جائے تو اس میں مہارت حاصل کر لینا کوئی مشکل امر نہیں۔ مثلاً میری مادری زبان اگرچہ اردو ہے مگر میں نے پنجاب میں پرورش پائی ہے اس لئے میں یہ نہیں کہہ سکتا بلکہ یہ کہنا لغو ہوگا کہ میرا لہجہ دہلی والوں کا سا ہے۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ بچپن میں میں اپنی ایک نانی کو ملنے کے لئے گیا مشہور مترجم قرآن مرزا حیرت صاحب ان کے بیٹے اور میرے ماموں تھے۔ انہیں احمدیت سے حد درجے کا تعصب تھا مگر بہرحال چونکہ وہ میرے ماموں تھے۔ اس لئے دوسرے رشتہ داروں نے مجھ سے کہا کہ اپنے ماموں مرزا حیرت صاحب کو بھی سلام کر آؤ۔ میری عمر اس وقت تیرہ چودہ سال کی تھی۔ دہلی والوں کی عادت جیسے پان کی گلوری پیش کرنے کی ہے۔ اسی کے مطابق میری نانی صاحبہ نے بھی مجھے پان کی گلوری دی۔ دہلی میں یہ رواج ہے کہ پان میں چھالیہ زیادہ ڈالتے ہیں۔ میں بھی اپنی والدہ صاحبہ کی وجہ سے پان کھایا کرتا ہوں۔ لیکن چھالیہ زیادہ پڑا ہو تو اس کی میں برداشت نہیں کر سکتا۔ میں جتنا چھالیہ کھایا کرتا ہوں اس سے کلّہ بھرتا نہیں۔ لیکن دہلی والے پان میں اتنا زیادہ چھالیا ڈالتے ہیں کہ اسے کھاتے وقت کلّہ بھر جاتا ہے۔ لیکن چونکہ وہ پان میری نانی نے دیا تھا۔ اس لئے میں لینے سے انکار بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس گلوری سے میرا کلّہ بھر گیا۔ اور اسی طرح میں اپنے ماموں مرزا حیرت صاحب کو ملنے کے لئے چلا گیا۔ ان کا دفتر باہر ایک چوبارے پر واقع تھا۔ انہوں نے بھی مجھے پان کی ایک گلوری دے دی جس سے میرا دوسرا کلہ بھی بھر گیا اور پھر جیسے بچوں سے باتیں کی جاتی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا۔ اچھا میاں یہ تو بتاؤ تم کون سی زبان میں باتیں کیا کرتے ہو۔ اردو میں یا پنجابی میں۔ اس وقت تک میں پنجابی نہیں جانتا تھا۔ اب تو تقریر بھی کر لیتا ہوں۔ پھر میرے دونوں کلے بھرے ہوئے تھے اور اگالدان پاس تھا نہیں اس لئے میرے لئے بولنا مشکل ہوگیا۔ اور انہوں نے جب پوچھا کہ میاں تم اردو میں باتیں کرتے ہو یا پنجابی میں تو میں نے بڑی مشکل سے جواب دیا کہ میں دونوں میں بات کر لیتا ہوں۔ کلے چونکہ بھرے ہوئے تھے اس لئے اپنے مفہوم کو صاف طور پر ادا نہ کر سکا۔ مرزا حیرت صاحب احمدیت کے شدید مخالف تھے۔ وہ قہقہہ مار کر ہنس پڑے اور کہنے لگے۔ بس بس مجھے پتہ لگ گیا ہے کہ تم کس زبان میں بات کرتے ہو۔ یہ ہے تو ایک لطیفہ۔ لیکن یہ بات ظاہر ہے کہ ہم میں سے کسی کا یہ کہنا کہ اس کا لہجہ دہلی والوں کا سا ہے درست نہیں۔ ہماری مادری زبان اردو ہے۔ اور ہمارا خون دہلی والوں کا ہے۔ بلکہ ان کا خون ہے جن کے خون سے اردو بنی ہے جیسے میر درد اور مرزا غالب۔ لیکن بوجہ پنجاب میں پرورش پانے کے ہم میں ایسے آثار اور علامات پائی جائیں گی جن سے صاف معلوم ہو گا کہ ہم پورے ہندوستانی نہیں۔ بعض وقت محاوروں کا بھی اثر پڑ جاتا ہے۔ بوجہ پنجابی ماحول ہونے کے بغیر خیال کئے کوئی نہ کوئی پنجابی محاورہ منہ سے نکل جاتا ہے۔ ہم گھر میں عموماً بچوں سے مذاق کرتے ہیں وہ بات کرتے ہوئے بعض دفعہ پنجابی کے الفاظ بول جاتے ہیں۔ وہ بھی جانتے ہیں کہ وہ الفاظ اردو زبان کے نہیں۔ لیکن غیر ارادی طور پر ان کے منہ سے نکل جاتے ہیں۔ میں ایک دفعہ دہلی گیا۔ خواجہ حسن نظامی صاحب نے میری دعوت کی مولوی نذیر احمد صاحب کے پوتے جو "ساقی" رسالہ نکالتے ہیں۔ ان کے ماموں میرے ساتھ تھے۔ انہوں نے میری کوئی تقریر سنی ہوئی تھی۔ انہوں نے میرے لحاظ یا تکلّف کی وجہ سے کہا کہ خواجہ صاحب میں نے ان کی تقریر سنی ہے ان کا لہجہ بالکل دہلی والوں کا سا ہے اور یہ بالکل پنجابی معلوم نہیں ہوتے مگر خواجہ صاحب اپنے رنگ کے آدمی ہیں۔ انہیں یہ بات بری لگی۔ انہوں نے کہا کہ میں تو یہ بات نہیں مان سکتا۔ میں نے ان کی کتابیں پڑھی ہوئی ہیں۔ ان میں بعض مقامات پر پنجابی محاورات استعمال ہوئے ہیں۔ لیکن آخر وہ بھی دہلوی تھے انہوں نے فوراً کہا خواجہ صاحب میں نے تقریر کا ذکر کیا تھا۔ کتاب کا نہیں۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ ہم تقریر میں بھی بعض پنجابی محاورات غیر ارادی طور پر استعمال کر جاتے ہیں۔ تاہم متواتر بولنے اور ہمیشہ اردو میں ہی گفتگو کرنے کی وجہ سے عادت ہو جاتی ہے۔ پس میں آپ کو ایک نصیحت تو یہ کروں گا کہ اردو زبان کو نئی زندگی دو۔ اور ایک نیا لباس پہنا دو۔ آپ لوگوں کو چاہیئے کہ ہمیشہ اسی زبان میں ہی گفتگو کیا کریں جب ہم اردو ہی میں گفتگو کریں گے تو لازمی بات ہے کہ بعض الفاظ کے متعلق ہمیں یہ پتہ نہیں لگے گا کہ ان کو اردو زبان میں کس طرح ادا کرتے ہیں۔ اس پر ہم دوسروں سے پوچھیں گے اور اس طرح ہمارے علم میں ترقی ہوگی۔ بعض چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں لیکن انسان کو بڑی عمر میں بھی ان کی سمجھ نہیں آتی۔ لیکن جب وہ ایک زبان میں گفتگو کرنا شروع کر دے تو ان پر عبور حاصل کر لیتا ہے۔ پس ہمارے نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ پنجابی زبان چھوڑ دیں اور اردو کو جو اب بے وطن ہو گئی ہے اپنائیں۔ یہ بھی ایک بڑا مہاجر ہے۔ جس طرح مہاجروں کو زمینیں مل رہی ہیں چاہیئے کہ اسے بھی اپنے ملک میں جگہ دی جائے۔ اور اسے اتنا رائج کر دیا جائے کہ آہستہ آہستہ یہ ہماری مادری زبان بن جائے۔ میں ان لوگوں میں سے نہیں جن کے خیال میں پنجابی زبان کو زندہ رکھنا ضروری ہے۔ میرے نزدیک اردو زبان کو ہمیں اپنی زبان بنا لینا چاہیئے۔ اور اسے رواج دینا چاہیئے۔ ملک کے کناروں پر اور پہاڑوں پر کہیں کہیں پنجابی زبان باقی رہ جائے تو حرج نہیں۔ اگر کسی کو پنجابی زبان سننے اور بولنے کا شوق ہوگا۔ تو وہ وہاں جا کر سن لے گا یا بول لے گا۔

اعلیٰ مدارج

یہ افسوس کی بات ہے کہ انسان خواہش تو اعلیٰ مدارج اور مراتب کی کرے اور ان تکالیف سے بچنا چاہے جو ان کے حصول کے لئے ضروری ہیں۔

یقیناً یاد رکھو کہ ابتلا اور امتحان ایمان کی شرط ہے اس کے بغیر ایمان، ایمانِ کامل ہوتا ہی نہیں۔ اور کوئی عظیم الشان نعمت بغیر ابتلا ملتی ہی نہیں ہے۔ دنیا میں بھی عام قاعدہ یہی ہے کہ دنیاوی آسائشوں اور نعمتوں کے حاصل کرنے کے لئے قسم قسم کے مشکلات اور رنج و تعب اٹھانے پڑتے ہیں۔ طرح طرح کے امتحانوں میں سے ہو کر گزرنا پڑتا ہے تب کہیں جا کر کامیابی کی شکل نظر آتی ہے اور پھر بھی وہ محض خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ پھر خدا تعالیٰ جیسی نعمت عظمیٰ جس کی کوئی نظیر ہی نہیں یہ بدوں امتحان کیسے میسر آسکے۔

(ملفوظات جلد ششم ص ۲۵۳-۲۵۴)

شذرات

نون سین

جگر کی سوزش

ایک ڈاکٹر صاحب سے ہم نے پوچھا کہ جگر کی سوزش کیسے پیدا ہوتی ہے۔ کہنے لگے جگر کی سوزش کی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔ وہ وائرس سے پیدا ہوتی ہیں اور ہم ڈاکٹر لوگ اسے "اے" اور "بی" سے تمیز کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ بیماری ہے تو بہت خطرناک اور جہاں تک "بی" قسم کا تعلق ہے۔ پاکستان میں ہزاروں لوگ اس سے ہلاک ہو رہے ہیں لیکن اگر ذرا سی کوشش کی جائے احتیاط کے رنگ میں تو جگر کی سوزش سے بچا جا سکتا ہے۔ جہاں تک قسم "اے" کا تعلق ہے یہ جن جراثیم سے پیدا ہوتی ہے وہ منہ کے راستے داخل ہوتے ہیں آلودہ کھانا کھانے سے گندا پانی پینے سے جیسے بچے عام طور پر حفظانِ صحت سے ناواقفیت کے باعث سکولوں کے باہر ٹھیلوں اور چھابڑیوں میں بکنے والی چیزیں کھاتے ہیں جو عام طور پر صاف نہیں ہوتیں اور چونکہ بچوں میں قوت مدافعت بھی کم ہوتی ہے۔ وہ ان گندی چیزوں کو کھا کر اور گندی جگہوں سے پانی پی کر بیمار ہو جاتے ہیں یہی گندی چیزیں اس بیماری کے پھیلاؤ کا سبب بن جاتی ہیں۔ گھروں میں بھی اور باہر بھی۔ اگر صاف اور ستھری چیزیں کھائی جائیں اور صاف پانی بلکہ ابلا ہوا پانی پیا جائے تو اس بیماری سے یقیناً بچا سکتا ہے۔ اگر گھر میں کسی کو یہ بیماری لاحق ہو جائے تو یہ لازمی امر ہے کہ اس کے برتن بھی الگ رکھے جائیں۔ اور اس کا تولیہ اور کنگھی وغیرہ بھی الگ ہونا چاہیے۔ اس کے حفاظتی ٹیکے بھی لگتے ہیں۔ وہ بھی لگوا لینے چاہئیں۔ زیادہ تر تو گھر کی مالکہ۔ ماں کا فرض ہے کہ وہ بچوں کو گندگی کا احساس دلائے۔ انہیں گندی چیزیں کھانے سے روکے۔ ہر دفعہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کی تلقین کرے۔ اور اپنے پکانے اور کھانے کے برتنوں کو بھی صاف رکھے۔

جہاں تک "بی" قسم کا تعلق ہے یہ "اے" کی نسبت زیادہ مہلک ہے۔ جگر کو بری طرح متاثر کر دیتی ہے۔ اور اس سے مزید پیچیدگیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ جگر کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ الٹیاں آنے لگتی ہیں۔ بے ہوشی کے دورے پڑتے ہیں اور جگر کے کینسر میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ بیماری جراثیم کے خون میں داخل ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔ جو لوگ خود پوری طرح تندرست نہ ہوں یا کسی بری عادت مثلاً نشہ میں مبتلا ہوں اگر ان کا خون کسی مریض کو دیا جائے تو اس بیماری کا بہت خطرہ ہوتا ہے۔ اگر خدانخواستہ ماں اس بیماری میں مبتلا ہو تو اس کے قریب رہنے کی وجہ سے بچوں کو بھی یہ بیماری لگ سکتی ہے گویا کہ اس مرض میں مبتلا ماں سے اس کے بچوں کو فاصلے پر رکھنا چاہیے۔ ایسی جگہ جہاں زخموں کو دھویا جاتا اور ان کی پٹی کی جاتی ہے وہاں سے بھی یہ جراثیم دوسرے لوگوں کے خون میں داخل ہو سکتے ہیں۔ وہاں پر بھی بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے گندی چیزوں کو ہاتھ نہ لگایا جائے اور ہاتھ گندے ہو جانے پر ان کو اچھی طرح صاف کر لیا جائے۔ اور اس کے بعد کھانا اور پانی وغیرہ بھی صاف استعمال کئے جائیں۔

جب لوگوں کو یہ بات بتائی جاتی ہے کہ جگر کی سوزش گندگی سے پیدا ہوتی ہے۔ تو وہ کہہ دیتے ہیں ہمیں تو اس بات کا علم ہی نہیں تھا۔ ٹھیک ہے انہیں پہلے اس کا علم نہیں ہوگا لیکن اب اس نوٹ کے ذریعے انہیں علم ہو گیا ہے اور امید کی جاتی ہے کہ وہ گھروں کو بھی صاف رکھیں گے کھانے پینے کے برتنوں کو بھی صاف رکھیں گے۔ پانی عام طور پر ابال کر پئیں گے۔ کھانا کھانے سے پہلے گھر کے سب افراد اچھی طرح ہاتھ دھوئیں گے تاکہ ان کی کوئی ذرا بھر کی بھی غلاظت کھانے کے ساتھ جسموں میں داخل نہ ہو جائے۔

سردیوں میں پرندوں کا سفر

چین اور روس کے انسانوں نے تو شدید سردی سے بچنے کے لئے اونی کپڑے تیار کر لئے لیکن وہاں کے جانور خاص طور پر پرندے کیا کریں۔ ان کے پاس تو ایک ہی علاج ہے کہ اور وہ یہ کہ اپنی رہائش گاہوں کو چھوڑ کر کسی ایسی جگہ چلے جائیں جہاں سردی کم ہو اور وہ آرام سے اپنی زندگی گزار سکیں لیکن یہ بھی نہیں کہ وہ کہیں اور جائیں اور وہیں کے ہو کر رہ جائیں۔ انہیں معلوم ہے کہ ان کے اپنے ملک کا موسم کب ان کے مزاج کے مطابق ہو جائے گا۔ اس لئے وہ واپس بھی آ جاتے ہیں۔ کوالالمپور سے ۸۵ کلومیٹر کے فاصلے پر سمندری کنارے پر ایک چھوٹا سا شہر ہے جس کے اردگرد بہت سے جنگلات ہیں۔ ہر سال اگست سے مارچ تک چین اور روس میں شدید سردی کے باعث یہاں سے بہت سے پرندے اس چھوٹے سے شہر یا یوں کہہ لیجئے وہاں کے جنگلات کا رخ کر لیتے ہیں۔ اور ان پرندوں کا وہاں جانا ان لوگوں کے لئے بھی دلچسپی کا باعث ہے جو پرندوں کو دیکھ کر خاص خوشی محسوس کرتے ہیں اور یوں لگتا ہے کہ وہ ان سے باتیں کرتے ہیں۔ ان کی کہانی سنتے ہیں۔ اور اپنی کہانی انہیں سناتے ہیں اور ان لوگوں کے علاوہ ان پرندوں کو دیکھنے کے لئے مختلف ممالک سے سیاح بھی بہت بڑی تعداد میں وہاں آتے ہیں۔ ملیشیا کی برڈ یونٹ اور نیشنل پارکس ڈیپارٹمنٹ کی سربراہ دوستیی ہوایا یتم" کہتی ہیں کہ اس علاقے میں یہی صرف ایک ایسا ملک ہے۔ جہاں اتنی تعداد میں پرندے آتے ہیں۔ اور لوگوں کی دلچسپی کا باعث بنتے ہیں۔ لیکن اب یہ جنگلات کاٹے جا رہے ہیں (آخر جنگلات سے کاٹی ہوئی لکڑی انسان کے کئی کام آتی ہے) اور ان جنگلات کی کمی کی وجہ سے پرندے بھی کم آنے لگے ہیں اس جگہ کا نام ہے کوالا سلینگور۔ پہلے کم از کم ۳۰ ہزار پرندہ چین اور روس سے آتا تھا۔ اب اندازہ یہ لگایا گیا ہے کہ شاید صرف پندرہ ہزار پرندے آتے ہیں۔ وہ ان پرندوں پر نشان بھی لگاتی ہیں اور انہیں شناختی ٹیگ بھی۔ اس طرح اندازے لگانے میں آسانی ہو جاتی ہے۔ یہاں سے پرندوں کو دور بھگانے کے لئے ایک یہ بات بھی اثر انداز ہو رہی ہے کہ جب ان جنگلات کو کاٹا جاتا ہے۔ تو اس سے اتنا شور پیدا ہوتا ہے کہ پرندے وہاں آسانی سے رہ نہیں سکتے۔ وہ اس شور کو بھی پسند نہیں کرتے اور ان کی خوراک کی فراہمی میں بھی فرق آ جاتا ہے۔ یہ پرندے مارچ تک تو یہیں رہتے ہیں۔ اور اس کے بعد روس اور چین جانے سے قبل آسٹریلیا کے مغربی سمندری کنارے کی طرف پرواز کر جاتے ہیں۔ پرندوں کی حرکات سے محظوظ ہونا۔ انسان کے لئے خاص دلچسپی کا باعث بن سکتا ہے چنانچہ اب ملیشیا میں کوشش کی جا رہی ہے کہ طالب علموں کو اس کی طرف متوجہ کیا جائے تاکہ وہ اس دلچسپی سے محظوظ بھی ہوں اور پرندوں کے لئے ان کے دل میں محبت کے جذبات بھی پیدا ہوں۔ اساتذہ طلباء کو ٹولیوں میں باہر لے جاتے ہیں اور وہاں جا کر نیچر پارک میں پرندے انہیں دکھا کر ان کی شناخت کرواتے ہیں۔ وہاں پر اس وقت تقریباً ۱۳۰ قسم کے جانور موجود ہیں۔ طلباء ان کی شناخت میں بھی دلچسپی لیتے ہیں۔ اب حکومت سے یہ کہا گیا ہے کہ اس شہر کو یعنی کوالا سلینگور کو خاص طور پر پرندوں کے لئے مخصوص کر دیا جائے تاکہ پرندے یہاں رہائش رکھتے ہوئے اپنے آپ کو محفوظ سمجھیں۔ کہتے ہیں کہ ۸۸-۱۹۸۷ء میں تقریباً ۷۰ ہزار پرندے یہاں آئے جبکہ ۸۹-۱۹۸۸ء میں ان کی تعداد کم ہو کر ۵ ہزار ہو گئی ان میں سے بعض پرندے چین اور روس سے آتے ہوئے دوسرے ملکوں میں بھی جاتے ہیں اور پھر وہاں سے اس علاقے میں پہنچتے ہیں۔ آخر انسان بھی تو جب ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا ہے تو اس کی یہ خواہش ہوتی ہے۔ کہ راستے میں اِدھر اُدھر کے مقامات بھی دیکھتا چلا جائے یہی شاید ان پرندوں کی بھی خواہش ہوتی ہوگی۔

نمائندہ الفضل برائے سیالکوٹ

مکرم جلال الدین صاحب شاد ۹۰/۱ کچہری روڈ سیالکوٹ کو نمائندہ الفضل برائے سیالکوٹ مقرر کیا گیا ہے۔ جملہ امور برائے الفضل کے سلسلے میں احباب سے درخواست ہے کہ مکرم جلال الدین شاد صاحب سے تعاون کر کے ممنون فرمائیں۔ ان کا فون نمبر رہائش ۸۸۸۶۵ ہے۔

(مینیجر الفضل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

سید محمد احمد

محترم چوہدری شاہنواز صاحب

اللہ تعالیٰ کی انسان کو سکھائی ہوئی یہ عجیب و غریب دعا (اے میرے رب مجھے دنیا اور آخرت کی نعمتیں عطا کر اور مجھے آگ کے عذاب سے محفوظ رکھ) مکرمی چوہدری شاہنواز صاحب کے معاملہ میں مکمل طور پر قبول ہوئی۔ کیونکہ انہوں نے دنیاوی لمبی عمر میں حسن، وجاہت امارت اور دیگر ہر قسم کی خوشیاں اللہ تعالیٰ سے پائیں اور اس زندگی میں فقر کی آگ، حسد کی آگ، ناامیدی کی آگ اور خوف کی آگ سے اللہ تعالیٰ نے مکمل طور پر انہیں بچائے رکھا۔ دوسری طرف دینی طور پر اپنے اخلاص، فدائیت اور منکسرانہ مزاج اور بے شمار لوگوں پر احسان اور ایتائے ذی القربیٰ کی وجہ سے مقبرہ بہشتی میں قطعہ خاص میں دفن ہو کر وفات کے بعد بھی ایک مقامِ خاص حاصل کر لیا۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی دین ہے اور ان سے محبت کرنے والوں کے لئے وجہ تشکر۔

میں نے ان کے ساتھ عرصہ ۲۴ سال (۱۹۶۴ سے ۱۹۸۸ تک) کام کیا۔ وہ ایک نہایت حسین شخصیت کے مالک تھے۔ بہت ہی خوش شکل، خوش مزاج، خوش لباس، خوش خوراک (مگر بہت سی احتیاطوں کے ساتھ) خوش قسمت اور خوشی پیدا کرنے والی شخصیت تھے۔ لائق، بہادر، دلیر اور بہت بلند حوصلہ۔ بہت احسان کرنے والے۔ جب کسی شخص کو اپنے کسی کام کا انچارج نامزد کرتے تو اسے اتنے اختیارات دیتے کہ پاکستان میں اس کی مثال نہ ہوتی۔ میں نے ۲۴ سال ان کی دو بڑی کمپنیوں کی سربراہی کے فرائض انجام دیے۔ انہوں نے کبھی بھی روزمرہ کے کام میں دخل نہ دیا۔ حالانکہ بعض دفعہ حالات مخدوش بھی ہوتے تھے۔ وہ صرف اصولی اور واضح ہدایت (گائیڈینس) دیتے تھے۔ اور پھر ایک نظام کے ذریعے کام کی ترقی یا زوال کی تشخیص کرتے تھے۔ ان کی طبیعت میں بے حد حوصلہ تھا۔ ان کا مینجمنٹ سٹائل بہت واضح اور بہت جمہوری تھا۔ ہر بڑے فیصلے سے پہلے میٹنگ ہوتی تھی جس میں ہر شامل ہونے والا اپنی رائے بلاخوف دے سکتا تھا اور دیتا تھا۔ بعض دفعہ گرماگرمی بھی ہو جاتی تھی مگر چوہدری صاحب برا نہ مانتے تھے۔ فیصلہ ہونے کے بعد ساری کارروائی لکھی جاتی تھی اور متعلقہ لوگوں کو لکھ کر احکام جاتے تھے۔ معین عرصہ کے بعد چوہدری صاحب کام کی پراگریس چیک کرتے تھے۔ وہ کبھی بھی اپنی بات ماتحت پر مسلط نہیں کرتے تھے بلکہ عقل اور دلیل سے قائل کرتے تھے۔

انہیں بے حد شوق تھا کہ ان کے سب کام ملک بھر میں سب کمپنیوں سے بہتر ہوں، کام کرنے کا طریقہ بہت ماڈرن ہو اور ملک کی بہترین کمپنیوں سے بہتر ہو۔ دفاتر اور فیکٹری کی مشینیں بہترین ہوں اور بہترین طریقے سے چلیں اور ملازمین بہترین ہوں اور ان کی تنخواہیں اور سہولتیں مقابلے کی کمپنیوں سے بہتر ہوں۔ کافی حد تک انہوں نے اس ٹارگٹ کو حاصل بھی کیا اور ان کی ساری کمپنیاں بہت ہی اچھی چلتی تھیں اور ملک میں ان کا سکہ مانا جاتا ہے۔

وقت اور وعدہ کی پابندی کے معاملہ میں بہت سخت تھے اور ہر کام میں مکمل دیانت کی بہت تاکید کرتے تھے۔

اپنے ماتحتوں اور ملازمین سے عدل و احسان کا سلوک کرتے تھے اور اسی وجہ سے عمومی طور پر ان کا کوئی ملازم انہیں چھوڑ کر نہیں جاتا تھا۔ اور اگر کسی نے مجبوری سے یا بہتر پوزیشن کے لئے چھوڑا بھی تو اتنا خوش نہ رہا جتنا ان کے ساتھ تھا۔ میرے علم میں انہوں نے اپنے ایسے ماتحتوں اور ملازمین پر بھی احسانات کئے جن سے انہیں نقصان پہنچا تھا۔ عمومی طور پر ہر شخص یہی سمجھتا تھا کہ مجھ پر ان کے سب سے زیادہ احسانات ہیں

اگرچہ چوہدری شاہنواز صاحب نے کئی قسم کے بزنس کئے اور کئی قسم کی انڈسٹریز قائم کیں مگر ان کا مزاج اور ذہن اور دل سب سے زیادہ فوڈ پراڈکٹس انڈسٹریز میں چلتا تھا۔ پاکستان، انگلستان، جاپان اور امریکہ ایسے اعلیٰ معیار کے ریسٹورنٹ قائم کئے جن کی مثال نہ تھی۔ بیرونِ ملک میں پاکستانی کھانوں کو منفرد اور بہترین انداز میں متعارف کروانے میں ان کا بہت عمل دخل ہے۔ بعد میں اور لوگوں نے بھی ان کی اس محنت اور کوشش سے فائدہ اٹھایا اور کامیابیاں حاصل کیں۔ اسی طرح اندرون ملک اور بیرونِ ملک میں پھلوں، سبزیوں اور دیگر غذا کو محفوظ کر کے مشروبات اور کھانے تیار کر کے اس کا ایک وسیع مارکیٹنگ اور ایکسپورٹ کا نظام قائم کیا۔ کوالٹی کنٹرول کے معاملے میں وہ سخت تھے اور اس کے متعلق بہت ہی تکرار کے ساتھ تاکید کرتے تھے۔ ایک شوگر مل بھی لگائی۔ ہمیشہ تاکید کرتے تھے کہ مجھے زیادہ منافع نہیں چاہیئے۔ مجھے خوشی جب ہو گی جب آپ مل کر اسے پاکستان کی بہترین شوگر مل بنالیں گے یعنی اس کی چینی بھی ملک میں نمبر ایک ہو اور اس کے ملازمین کی مالی حالت بھی نمبر ایک ہو۔ اسی مسلسل ہدایت کی وجہ سے خدا کا شکر ہے کہ ان کی شوگر مل ٹاپ پوزیشن میں رہتی تھی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اب بھی رہے۔

اللہ تعالیٰ کے راستے میں انہوں نے بے حد مالی قربانیاں دیں اور اپنی اولاد کو بھی تکرار کے ساتھ مالی قربانیوں کی ہمیشہ تحریک کرتے رہتے تھے۔ اس کے علاوہ غرباء کی امداد اور اپنے ماتحتوں اور عزیزوں کی مدد میں ان کا ہاتھ ایک آندھی کی طرح چلتا تھا۔ انہوں نے بے حساب لوگوں کی بے حساب مدد کی۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں بے حد نیک سیرت، منکسر مزاج اور بے حد مخلص اولاد عطا کی۔ اس معاملہ میں چوہدری صاحب کے علاوہ ان کی بیگم (مکرمہ مجیدہ شاہنواز) کا بھی بہت عمل دخل ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ غمزدہ خاندان کو صبرِ جمیل عطا کرے اور ان کے تمام لواحقین پر پہلے سے بھی زیادہ اپنے فضل و کرم اور احسانات کی بارش نازل فرماتا رہے۔

فضل الرحمٰن بسمل

میاں عبدالرحمٰن صاحب

ہمارے والد میاں عبدالرحمٰن صاحب کا آبائی مکان بھیرہ کے اس محلہ میں تھا جس کو اب پاکستانی محلہ کہا جاتا ہے۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب (اللہ ان سے راضی رہے) کا آبائی مکان بھی اسی محلہ میں تھا۔

ہمارے دادا میاں اللہ دین صاحب کو حضرت مولوی صاحب موصوف سے عقیدت تھی۔ ہمسائیگی کی وجہ سے دونوں گھرانوں میں گہرے تعلقات تھے چنانچہ حضرت مولوی صاحب کی ایک بھتیجی خدیجہ بی بی میرے والد کی دودھ بہن بنی تھی۔ دادی اماں بتاتی تھیں کہ ہمارے والد صاحب کا نام بھی حضرت مولوی صاحب نے ہی تجویز فرمایا تھا۔ اور اپنے عہدِ امامت میں میرا نام بھی حضور نے ہی لکھا تھا "فضل الرحمٰن"۔

چھ سات سال کی عمر میں والد صاحب کو سرکاری مدرسہ میں داخل کروایا گیا۔ تین چار سال بعد حضرت مولوی صاحب موصوف کی کفالت میں سردار عبدالرحمٰن صاحب (مہر سنگھ) کو امرتسر سے بھیرہ لایا گیا۔ وہ میرے والد صاحب کے کلاس فیلو اور دوست بنے۔ دونوں نے مڈل کا امتحان اس وقت کے ضلع کے صدر مقام شاہ پور میں جا کر دیا۔ والد صاحب مزید تعلیم حاصل نہ کر سکے۔ اور جلدی ہی اپنے والد صاحب کے ساتھ کام میں لگ گئے۔ پھر ان کی شادی ہو گئی۔ ہماری والدہ صاحبہ کا میکہ مکان حضرت حکیم فضل دین صاحب کی ہمسائیگی میں تھا۔ قریب ہی حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا مکان تھا۔

جماعت احمدیہ قائم ہوئی تو ہمارے محلہ کے بعض لوگوں نے مثلاً قریشی نجم دین صاحب قریشی محمد شفیع صاحب میاں اسلام احمد صاحب نے ۳۱۳ رفقاء حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت حاصل کی۔

والد صاحب (میاں عبدالرحمٰن) نے موقع پا کر ایک دن قادیان جا کر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اپنے والد صاحب کو دعوت الی اللہ کا خط لکھا۔ انکو سخت غصہ آیا۔ وہ کہنے لگے۔ میں مرزا صاحب سے قادیان جا کر بات کرتا ہوں کہ انہوں نے کیوں میرے خوبصورت با روزگار شادی شدہ بیٹے کو گمراہ کر رہا ہے۔ میں واپس لینے آیا ہوں۔ وہاں پہنچے تو اتفاق سے حضرت صاحب چھوٹی بیت الذکر میں بیٹھے دوستوں کو احادیث کے صحیح مطالب سمجھا رہے تھے۔ والد صاحب حضور کا چہرہ دیکھ کر متاثر ہوئے۔ پھر احادیث کی صحیح تشریح سنی تو والد صاحب بتاتے تھے کہ ان کے اعتراضات ریت کے گھروندے کی طرح گرتے گئے۔ دل صاف ہو گیا اور انہوں نے بیعت کر لی۔

دو چار دن حضرت مولوی نورالدین صاحب (اللہ ان سے راضی ہو) کے پاس ٹھہر کر واپس بھیرہ آئے تو اپنے قبیلہ کے لوگوں کو خوب، خوب دعوت الی اللہ کی۔ کئی آدمی احمدی ہو گئے۔ دادا صاحب تو اس کے بعد جلدی وفات پا گئے۔ والد صاحب نے البتہ سلسلہ دعوت الی اللہ جاری رکھا۔ آپ ہندوؤں کو بھی دعوت الی اللہ کرتے تھے۔ عیسائی پادریوں سے بھی تبادلہ خیالات کرتے تھے۔ آپ علم دوست تھے۔ قرآن اور اس کی تفسیر کا مطالعہ کرتے تھے۔ عربی کی لغت کی کتاب المنجد سے استفادہ کرتے تھے۔ بزرگانِ سلسلہ سے ملاقات تھی۔ حضرت مولوی

باقی صفحہ ۶ کالم ۴ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بچوں کا کالم

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و سلامتی سے رکھے اور اچھے انسان بن کر دنیا کے تمام لوگوں کی خدمت کی توفیق دے۔

○ یہ بات شائد آپ کو عجیب لگے لیکن ہے درست کہ امریکہ میں سکولوں کے نتائج سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ ایشیائی بچے امریکی بچوں سے زیادہ نمبر لیتے ہیں۔ جب اس بات پر غور کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایشیائی بچوں کے والدین اپنے بچوں کی تعلیم میں دلچسپی لیتے ہیں اور جب بچے سکول سے واپس آتے ہیں تو ہوم ورک میں ان کی مدد کرتے ہیں۔

یہ بات ہمیں اس لئے یہاں کہنے کی ضرورت پیش آئی کہ اس سے پہلے بھی ہم نے ایک بچی کا مضمون شائع کیا تھا جو اس کی امی (ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ) نے بھیجا تھا، اور اب پھر ایک اور مضمون اسی بچی کا شائع کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحبہ اپنی بچی کی تعلیم میں دلچسپی لے رہی ہیں اور جب بچی کچھ لکھتی ہے تو خوش بھی ہوتی ہیں اور اس کا حوصلہ بھی بڑھاتی ہیں۔

○ امید ہے آپ کے والدین بھی آپ کی تعلیم میں دلچسپی لے رہے ہونگے، اگر کسی بچے کے والدین اس کی تعلیم میں دلچسپی نہیں لیتے تو ہم اس بچے سے یہ کہنا چاہیں گے کہ وہ خود اپنے والدین کی توجہ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اپنے والدین کو آپ ہی آپ بتائیں کہ انہوں نے سکول میں کیا پڑھا ہے، انہیں کیا کچھ آتا ہے اور کیا کچھ نہیں آتا، اس طرح آپ دیکھیں گے والدین بچے کی تعلیم میں دلچسپی لینے لگیں اور یہ بات بچے کے لئے بہت مفید ثابت ہوگی۔

○ اچھا اب ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ کی بیٹی کا مضمون اور اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر صاحبہ کا خط بھی۔

میری بیٹی عزیزہ حفصہ کی پہلی کاوش الفضل کی زینت بنی تو کچھ لوگوں نے کہا کہ میں نے اسے لکھ کر دیا ہے یا کوئی اشارے دیئے ہیں۔ لیکن واللہ اس طرح نہ تھا۔ آج اُس نے اپنی ایک اور تحریر مجھے دی کہ بھجوا دوں اور اس نے یہ میرے سامنے بیٹھ کر لکھی ہے۔ آپ بھی پڑھیں اور اسے بچوں کے کالم میں جگہ دیں۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے خیالات کی جدت سے اُسے نوازا ہے میں اس کی ذات کی شکرگزار ہوں۔ ایف۔ ایس۔ سی کی طالبہ کی یہ کاوش یقیناً ہمیں سوچنے پر مجبور کرتی ہے۔ اور مجھے بہت اچھی لگی۔ اور خیال ہے بہت لوگوں کو سوچنے پر مجبور کرے گی۔

دعاؤں میں یاد رکھیں۔
ڈاکٹر فہمیدہ منیر ربوہ

گہرا رنگ

ایک لمحہ کسی کو بدلنے کے لئے کافی ہوتا ہے۔ صرف "ایک لمحہ" کسی انسان کے دل کی دنیا کو ایک دم سے کسی بھی رنگ میں بدل سکتا ہے (جیسا کہ محبت کا رنگ) صرف ایک لمحہ مبارک لمحہ انسان کو خدا کی، رسول کی یا پھر مجازی محبت کے رنگ میں بدل سکتا ہے لیکن شرط ہے اس مبارک لمحے کی دستیابی کی۔

دنیا کی مثالوں میں بہت سے لوگوں نے مجازی محبت کا رنگ اپنایا۔ ان میں محبت کی بنیاد کبھی خوبصورتی، کبھی دولت یا پھر کوئی غیر معمولی خوبی ہے۔ کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے۔ اب انہوں نے اپنی رائے میں مجازی محبت کو دل کی دوا کہا۔ کسی نے دماغ کا خلل۔ کسی نے ٹھنڈک تو کسی نے مغالطے کا نام دیا۔ کسی نے فالتو وقت گزارنے کیلئے "ایک کام" کہا۔ کیوں؟

شاید اس لئے کہ مجازی محبت وقت کی محبت ہے۔ جذبات کی محبت ہے "انسانی جذبات" کی جو انسان کے ختم ہونے کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے۔

اب ایک رنگین بات ہے رنگ کی۔ یعنی کوئی بھی رنگ اگر گہرا ہوتا جائے تو ہر دفعہ گہرا ہونے پہ بدل جاتا ہے۔ اس رنگ کا نام اور شیڈ اور ہو جاتا ہے۔

سو یہی حال اس محبت کا ہے۔ یہ "رنگ" گہرا ہونے کے ساتھ ساتھ۔ یعنی شدید ہونے کے ساتھ اپنی شناخت کھونے لگتا ہے۔ ایک قول کے مطابق ہر چیز عروج پر پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے۔ سو یہ محبت بھی عروج پر پہنچ کر ختم ہو کر صرف ایک خوشگوار یاد بن جاتی ہے۔

اگر کھلے الفاظ میں دنیاوی مثال لی جائے تو شیریں فرہاد، لیلیٰ مجنوں کے قصے اگر اور زندہ رہتے۔ انہیں کہانی مل جاتی تو دونوں کے رنگ جذب ہو کر گہرے ہو جاتے۔ ان کی اپنی شناخت کھو جاتی ہے اور وہ شدت۔ وقت کے ساتھ ساتھ گزرنے والا وقت بن جاتی ہے۔

لیکن ان تمام باتوں۔ تمام رنگوں سے قطع نظر ایک رنگ یعنی "محبت" ایسی بھی ہے جو جتنی گہری ہوتی جائے شناخت ہوتی چلی جاتی ہے۔ اس پاک محبت کے رنگ کی شناخت یعنی اس کا اصل رنگ اس کی گہرائی ہی ہے محبت کا یہ گہرا رنگ خدا سے محبت کا گہرا رنگ ہے۔ جو یقیناً جتنا گہرا ہو اتنا ہی واضح ہوتا ہے۔

آئیں ہم اس رنگ کو گہرائی دینے کے لئے، مزید گہرا کرنے کیلئے اپنے اپنے رنگ لے کر اس رنگ میں شامل کر دیں تاکہ یہ اتنا گہرا ہو جائے اتنا کہ "ہماری" شناخت بن جائے۔ جو ٹھنڈک محبت کے اس گہرے رنگ میں ہے جو سکون یہ رنگ دیتا ہے ساری دنیا کی محبتوں کا رنگ اس شدت کے گہرے رنگ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ سب دنیا کے دنیاوی عاشقوں کو بلا کر اور سب دنیا کے حقیقی عشاق کو بلا کر پوچھیں تو ہر دنیاوی عاشق کی رائے اپنے اس عشق کے بے رونق رنگ کے بارہ میں مختلف ہوگی۔ کوئی خوش تو کوئی اسکے ہاتھوں بدحال نظر آئے گا۔ لیکن خدا کی قسم وہ حقیقی عشاق جس کیف، مستی، وجد، سرور اور سکون میں نظر آئیں گے وہ سکون دنیا کے ہر سرور اور وہ لذت دنیا کے ہر مزے پر حاوی ہوگی۔

ہم دنیا میں خدا کے بندوں سے محبت کرتے ہیں (کسی بھی رنگ میں) دنیا کی دولت۔ خوشیوں، نعمتوں اور خوبصورتیوں سے محبت کرتے ہیں۔ تو کیوں نہ اس بنانے والے سے محبت کریں جس نے یہ کائنات بنائی۔ دنیاوی محبت تو ہمیں کچھ نہیں دیتی۔ بلکہ طرح طرح سے ہمیں لوٹتی ہے۔ مگر یہ پاک، سچی اور معصوم محبت لیتی کچھ بھی نہیں۔ بس آپ کی محبت (اس خوبصورت عظیم ذات سے) ہونی چاہیئے۔ کیونکہ یہ محبت طرح طرح کے انعام بہانے بہانے سے دیتی ہے۔ صرف اس رنگ کو حاصل کر کے تو دیکھو۔ اس نے بن مانگے۔ اتنی دولت، عزت اور خوبصورتی عطا کی۔ کیا وہ صرف منہ سے شکریہ ادا کرنے کے قابل ہے؟ کیا وہ "سجدہ" کرنے کے قابل ہستی نہیں؟ کیا ہم اس سے محبت نہ کریں کیوں نہ ہم اس مصور (خدا) سے پیار کریں۔ سوچیں جس نے اس دنیا کو رنگ دیئے ہیں جس نے کائنات کو ہر ذی روح سمیت حسن بخشا ہے۔ کیا وہ خود حسین نہ ہوگا؟ ہماری سوچ ہمارا ساتھ نہیں دیتی اگر ہم اس کے حسن کا اندازہ لگانے کی کوشش کریں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک بزرگ کے پاس ایک عورت آئی جو نقاب میں تھی۔ بزرگ سے فریاد کرنے لگی کہ اے بزرگ میرا شوہر دوسری شادی کرنا چاہتا ہے انہوں نے جواب دیا کہ اگر اس کے نکاح میں چار

باقی ص۸ کالم ۲ پر

بقیہ:- ص۵ سے آگے

غلام حسین صاحب آف بھیرہ (اللہ ان سے راضی ہو) کے پاس اکثر جاتے تھے۔ اور تحفۃ مصری ہمراہ لے جاتے تھے جس کا شربت قریشی صاحب کو مرغوب تھا۔

آپ حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب ولد مولانا خان ملک صاحب کے درس میں بھی شامل ہوتے تھے۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مدتوں تعلیم و تربیت اور محلہ احمدیہ کے لوگوں کی خاطر محلہ احمدیہ بھیرہ میں مقیم رہے۔

والد صاحب نے کئی لوگوں کو عربی کی تعلیم دی۔ ایک نوعمر مزدور کو عربی کے ابتدائی اسباق پڑھائے۔ وہ ذہین تھا اس نے رفتہ رفتہ مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا اور گورنمنٹ ہائی سکول میں عربی زبان کا معلم متعین ہوا۔

والد صاحب یتیموں کا خاص خیال رکھتے تھے۔ اور مقدور بھر ان کی امداد کرتے تھے۔

وفات کی خبر سن کر بہت سے لوگ تعزیت کے لئے ہمارے پاس آئے۔ ایک احمدی افسر نے لکھا کہ عبدالرحمٰن کی وفات سے جماعت احمدیہ بھیرہ کی عمارت کا شیشہ ٹوٹ گیا ہے ایک غیر از جماعت حاجی صاحب نے کہا کاش میں مر جاتا عبدالرحمٰن نہ مرتا۔

۱۹۷۱ء کے جلسہ سالانہ ملاقات کے موقعہ پر حضرت فضل عمر (اللہ ان سے راضی ہو) نے بھی ہمارے پاس تعزیت کے الفاظ ادا فرمائے تھے۔

وقت گزرتا گیا۔ ہم تعلیم پا کر ملازم ہوئے۔ صاحب اولاد ہوئے۔ پاکستان بننے پر ایک دن اچانک ایک احمدی بزرگ بیت النور بھیرہ میں آئے۔ ان کو یہ معلوم کر کے افسوس ہوا کہ عبدالرحمٰن صاحب فوت ہو چکے ہیں۔ اولاد کے متعلق پوچھا۔ تو ہم حاضر ہوئے۔ فرمانے لگے میں بمبئی میں ان سے ملا تھا۔ وہ مقبول صورت اور خوب سیرت تھے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الاوّل (اللہ ان سے راضی ہو) سے تعلق بیان کرتے تھے کہ مجھے حضور کا اور تمہارے والد سے ملنے کا شوق بھیرہ لایا ہے۔ انہوں نے ہمیں پیار کیا۔ اور جلدی رخصت ہو گئے وہ یہ سن کر خوش ہوئے کہ ہم سب بھائی احمدیت کے خادم ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منصور احمد مبشر

کھیل اور کھلاڑی

سائیکل سفر

ہمارے محلہ کے خدام

امام جماعت احمدیہ (الثالث) کی تحریک "سائیکل سفر" کو جاری رکھنے کی خاطر ہر سال سائیکل سفر کرتے رہے لیکن امسال سائیکل سفر کا لطف پچھلے سالوں کی نسبت بہت زیادہ رہا۔ پروگرام کے مطابق مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۹۰ء کو محلہ دارالیمن شرقی کے ۱۲ خدام ربوہ تا کھاریاں سائیکل سفر کے لئے بعد نماز فجر صبح سات بجے زعیم صاحب محلہ اور صدر محلہ کی دعاؤں کے ساتھ روانہ ہوئے تمام خدام اس جذبہ کے ساتھ خوشی سے سائیکلیں اپنی منزل کی طرف بڑھاتے جا رہے تھے کہ ہمارے امام کی خواہش تھی کہ میری جماعت کے نوجوان جفاکش اور مشکلات کے عادی ہوں اسی نظریہ کے ساتھ تمام خدام امیر قافلہ کی معیت میں ایک دوسرے سے ہنسی مذاق کرتے ہوئے دوپہر ایک بجے بیکھو موڑ پہنچے ہاتھ منہ دھو کر کھانا کھایا گیا۔ اس کے بعد سفر کو جاری رکھتے ہوئے ہم منڈی بہاؤالدین پہنچے وہاں پر ہمارے تین خدام کا کار کے ساتھ ایکسیڈنٹ ہو گیا۔ خدا تعالیٰ نے فضل کیا اور کسی کو چوٹ نہیں آئی لیکن دو سائیکل بری طرح ٹوٹ گئے۔ قریب ہی ایک سائیکل مرمت کی دوکان تھی سائیکل مرمت کروائے گئے اور ۵ بجے شام ہم وہاں سے آگے روانہ ہوئے ہم ساڑھے آٹھ بجے کھاریاں پہنچے راستے میں نماز کے وقت نماز باجماعت ادا کرتے رہے۔ کھاریاں پہنچنے پر مربی صاحب اور قائد صاحب خدام الاحمدیہ اپنے چند خدام کے ساتھ ہمارے استقبال کیلئے موجود تھے۔ جماعت احمدیہ کھاریاں نہایت مہمان نواز اور پر خلوص ثابت ہوئی مکرم مربی صاحب اور قائد صاحب خدام الاحمدیہ نے کھانے کا نہایت اچھا انتظام کیا اور اپنے ہاتھوں سے ہمارے لئے بستر بچھائے بہر حال اگلے روز صبح ہم بذریعہ بس راولپنڈی پہنچے وہاں سے ہمارا پروگرام اسلام آباد، فیصل مسجد۔ ٹیکسلا میوزیم۔ مری۔ ایوبیہ منگلا ڈیم اور قلعہ رہتاس جانے کا تھا۔ قلعہ رہتاس جانے کے لئے ہم دینہ اڈا پر کھڑے تھے کہ ایک احمدی نوجوان مکرم سید محمود احمد بخاری صاحب ملے وہ اپنے والد مکرم سید ہارون احمد بخاری ہیڈ ماسٹر ہائی سکول رہتاس کو ملنے جا رہے تھے انہوں نے نہایت اعلیٰ اخلاق اور مہمان نوازی کا اظہار کیا جس سے ہمیں گھر سے اتنا دور بہت اپنائیت محسوس ہوئی اور احمدیت کی پاکیزہ تعلیم کا احساس ہوا۔

مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۹۰ء کو ہم اپنا پروگرام مکمل کرتے ہوئے کھاریاں پہنچے جہاں ہماری سائیکلیں پڑی تھیں۔ رات آرام کے بعد ۲۰ فروری کو مربی صاحب اور قائد صاحب کی دعاؤں کے ساتھ صبح ۵ بجے کھاریاں سے سائیکلوں پر ربوہ واپسی کیلئے روانہ ہوئے اور شام ۵ بجے خدا تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ربوہ پہنچ گئے۔ تمام پروگرام نہایت کامیاب رہا یہ پروگرام ۱۶ فروری تا ۲۰ فروری ۵ دن پر مشتمل تھا

:- شریک قافلہ :-

محمد ماجد اقبال۔ فارق احمد طاہر۔ شفیق احمد کبیر احمد۔ فارق احمد شہزاد۔ ظہیر احمد محمد ارشد خان۔ کلیم اللہ۔ محمد نعیم احمد خان۔ بشیر احمد۔ وسیم احمد۔ محبوب احمد

آپ کی ہر وہ کیفیت (کسی کی کامیابی، بیماری، پریشانی، سانحہ ارتحال کی وجہ سے) جس کا اظہار آپ اپنے دوستوں کے پاس کرنا چاہتے ہیں آپ ہمیں لکھ کر ارسال فرمائیں ہم الفضل میں شائع کر کے آپ کی بات آپ کے دوستوں تک پہنچا دیں گے تحریر جتنی مختصر ہو اتنی ہی اچھی ہو گی۔ زیادہ اعلانات ہونے کی صورت میں بھی تحریر کے لئے گنجائش نکالنا مشکل ہو جاتا ہے۔

ـــــ ادارہ

وصایا

ضروری نوٹ :-

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں،

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۷۴۷۸ :- میں حمیدہ بیگم زوجہ صبغت اللہ صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۴۴ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کورنگی کراچی نمبر 31 بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷/۱/۹۰ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) حق مہر بذمہ خاوند ۲۰۰۰/- روپے (۲) زیور طلائی ۸ ۱/۲ تولہ مالیتی ۲۵۵۰۰/- روپے۔ (۳) پلاٹ سکنی برقبہ ۱۲۰ مربع گز مع ایک کمرہ مالیتی ۸۰,۰۰۰/- روپے (۴) نقد ۵۰۰۰/- روپے میزان ۱,۱۲,۵۰۰/- روپے اس وقت مجھے مبلغ ۲۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ حمیدہ بیگم زوجہ صبغت اللہ صاحب سیکٹر نمبر R-28- 33/E کورنگی کراچی گواہ شد نمبر ۱ چوہدری صغیر احمد جیمہ صدر موصیان جماعت احمدیہ کراچی۔ گواہ شد نمبر ۲۔ صبغت اللہ خاوند موصیہ۔

مسل نمبر ۲۷۴۷۹ :- میں این ایس شریف النساء زوجہ امام توحیدی احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۲۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 20/11/88 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) مشین سلائی مالیتی 70,000/- روپے (۲) طلائی پہنچی ۱۰ گرام 200,000/- روپے (۳) طلائی نیکلس اور لاکٹ 12.5 گرام مالیتی 250,000/- روپے (۴) طلائی بالیاں 2.5 گرام مالیتی 50,000/- روپے۔ (۵) طلائی انگوٹھی 5 گرام مالیتی 100,000/- روپے حق مہر 50,000/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ 10,000/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ این ایس شریف النساء انڈونیشیا گواہ شد نمبر ۱۔ امام توحیدی احمدی خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر ۲۔ احمد SYOEKRO NO انڈونیشیا۔

بقیہ :- ص ۶ سے آگے

بیویاں نہیں تو اسے نکاح کی اجازت ہے یہ سن کر کہنے لگی کہ اگر اسلام میں غیر محرم سے پردہ جائز نہ ہوتا تو میں نقاب اتار کر دکھاتی کہ میں کتنی خوبصورت ہوں۔ اتنی خوبصورت بیوی کے ہوتے ہوئے کیا اسے دوسرے نکاح کی ضرورت ہے؟ یہ سنتے ہی وہ بزرگ (اللہ پاک ہے) کہہ کر چیخ چیخ کر روتے لگے پوچھنے پر فرمانے لگے کہ خدا نے بھی یہی فرمایا تھا کہ اگر بنی نوع آدم پر میرا جلوہ جائز ہوتا تو میں پردہ ہٹا کر دکھاتا کہ جس کا رب اس قدر خوبصورت ہو اسے اس رب کو چھوڑ کر کسی اور کی پوجا کرنا چاہیئے؟؟؟

بس وہ دولت مند کہ جس کے قبضہ میں یہ کائنات ہے۔ یہ زمین و آسمان اور اس کے درمیان ایک ایک ذرہ اس کا ہے تو کیا ہم اس بادشاہ، اس حکمران سے نہیں مانگ سکتے۔ لیکن اس کے ہو کر تو دیکھیں۔

"جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو"

پس آئیں ہم "اس محبت کے رنگ کو گہرا کرنے کی کوشش کریں۔ اپنے اپنے رنگ میں شامل کر کے مزید گہرا کرنے کی کوشش کریں۔ شاید ہماری شناخت ہو۔ آئیں!!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وقفِ عارضی کیلئے ہدایات

(سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) کے ارشادات کی روشنی میں)

۱- آپ نے جو ایام (دو ہفتے سے لے کر چھ ہفتے تک) وقف کئے ہیں انہیں خاص طور پر دعاؤں اور ذکرِ الٰہی میں صرف کریں۔

۲- جس جماعت یا مقام پر آپ کو بھیجا جائے وہاں کی احمدی جماعت کی تربیت آپ کی اوّلین ذمہ داری ہے۔ نماز باجماعت کی زیادہ پابندی ہو۔ ہر فرد کا کم از کم ناظرہ قرآن مجید پڑھنا لازمی ہے۔ ترجمہ اور تشریح کی طرف بھی توجہ دلائی جائے۔ بچوں جوانوں اور بوڑھوں نیز مستورات میں بھی قرآن مجید کے پڑھنے کی خاص رو جاری کر دی جائے۔

۳- احبابِ جماعت کو جماعتی کاموں کے کرنے بالخصوص سلسلہ کے مقررہ چندوں کی بروقت ادائیگی کی تلقین کریں۔

۴- اگر کسی جگہ دو احمدی بھائیوں میں کوئی شکر رنجی یا ناراضگی ہو تو آپ محبت سے اُسے دُور فرمائیں۔ لیکن مقامی جھگڑوں میں (اگر کہیں ہوں) آپ ہرگز نہ اُلجھیں۔

۵- تربیت اور اصلاح و ارشاد کی طرف توجہ دیں۔

۶- عام بیداری اور جماعتی کاموں میں دلچسپی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

۷- اپنا کھانا خود تیار کریں۔ اشد مجبوری کی صورت میں اُجرت ادا کر کے کسی سے تیار کروا سکتے ہیں خواہ وہاں پر آپ کے رشتہ دار بھی موجود ہوں۔

۸- زیادہ سے زیادہ احبابِ جماعت کو اس بابرکت تحریک وقفِ عارضی سے آگاہ فرما کر انہیں اس میں شمولیت کی دعوت دیں اور ہر خواہشمند دوست کی درخواست علیحدہ علیحدہ کاغذ پر حضور کی خدمت میں ارسال کریں جس میں ان کے نام اور مکمل پتہ کے علاوہ مندرجہ ذیل کوائف ترتیب وار درج ہوں:۔
(۱) کتنے ہفتے وقف کریں گے (۲) کس ماہ میں یا کس تاریخ سے وقف کے لئے فارغ ہوں گے (۳) اپنی جائے رہائش سے کتنے فاصلہ تک اپنے خرچ پر سفر کر کے جا سکیں گے۔ (۴) عمر اور تعلیم کتنی ہے (۵) قرآن کریم ناظرہ اور با ترجمہ کس قدر جانتے ہیں؟ (۶) حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی کتنی کتب مطالعہ کی ہیں (۷) کیا دعوت الی اللہ اور تربیت کا کوئی تجربہ ہے (۸) کیا جماعت یا کسی ذیلی تنظیم انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کے عہدہ دار ہیں یا رہ چکے ہیں؟

۹- جس جماعت میں جائیں وہاں اس امر کا جائزہ لیں کہ (ا) آیا وہاں مجلسِ موصیان قائم ہے؟ (ب) کیا ہر موصی اپنی کم سے کم ذمہ داری کو پورا کر رہا ہے جو یہ ہے کہ وہ سال میں کم از کم دو دوستوں کو قرآن کریم پڑھائے۔ (ج) کیا جماعت کے پاس ایسا رجسٹر موجود ہے جس میں وقفِ عارضی کے وفود اپنی رپورٹ درج کرتے ہیں۔ اگر نہ ہو تو آپ صدر یا امیر کو تحریک کریں۔

۱۰- اپنے کام کی مفصّل ہفتہ وار رپورٹ دفتر ہذا کی معرفت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھجواتے رہیں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد)

آپ بھی کچھ کہئے۔ الفضل ہر احمدی کا اخبار ہے۔ ہر احمدی کو اس میں کچھ نہ کچھ لکھنا چاہیئے۔

ربوہ اور ربوہ کے گرد و نواح میں ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت ہمارے ذریعہ کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے
شریف احمد بھٹی
پراپرٹی سنٹر
ریلوے روڈ رحمت بازار۔ ربوہ
فون: گھر: ۴۳۱ آفس: ۵۲۱

ہوائی سفر
بیرونِ ملک ہوائی سفر کے متعلق ہر قسم کی خدمات کیلئے ہم سے رابطہ فرمائیں
نوبل مین ٹریولز
۴/۲۱ مین سوک سنٹر نزد جی پی او اسلام آباد
فون نمبرز ۸۱۸۷۵۷ ۸۲۲۹۳۳

خبریں

ملکی خبریں

○ پاکستان کی سینٹ نے شریعت بل اتفاق رائے سے منظور کر لیا ہے یہ بل پانچ برس قبل سینٹ میں پیش ہوا تھا۔ اس بل پر سینٹ کے اندر اور باہر زبردست بحث ہوتی رہی۔ اس بل میں وفاقی وزیرِ قانون کی طرف سے پیش کی گئی آٹھ ترامیم مسترد کر دی گئیں۔ اب یہ بل منظوری کیلئے قومی اسمبلی میں پیش کیا جائے گا یہ بل قاضی حسین احمد نے پیش کیا تھا۔

○ کلاشنکوفوں سے مسلح نقاب پوشوں نے جھنگ میں تین مقامات پر زبردست فائرنگ کی۔ کئی مکانوں کو آگ لگا دی گئی۔ دو فیکٹریاں اور ایک پٹرول پمپ کو آگ لگا دی گئی۔ شہر کی مارکیٹیں اور بازار بند ہو گئے۔ نقاب پوش حملہ آوروں کی تعداد ۱۵ سے ۲۰ بتائی گئی ہے۔ یہ نقاب پوش دو گھنٹے تک فائرنگ کرتے رہے۔

○ وفاقی وزیر ریلوے نے کہا ہے کہ دباؤ کے باوجود ریلوے کے کرایوں میں اضافہ نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے بتایا کہ عالمی بنک کا کہنا ہے کہ پاکستان ریلوے کا عملہ آدھا کم کر دیا جائے۔

○ وزیرِ اعلیٰ پنجاب نے پولیس ملازمین کی نئی تنخواہوں اور مراعات کا اعلان کر دیا ہے

○ تین مختلف سیاسی جماعتوں کا دس رکنی وفد ۲۱ مئی سے مشرقِ وسطیٰ کے دورے پر جا رہے گا اسمیں پیپلز پارٹی جماعت اسلامی اور جمیعت العلمائے اسلام کے لوگ شامل ہوں گے۔ یہ افراد کشمیر کے مسئلے پر رائے عامہ کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

○ وفاقی وزیر داخلہ بیرسٹر چوہدری اعتزاز احسن نے ان کے بارے میں ایک غلط خبر شائع کرنے پر روزنامہ جنگ لاہور کے چیف ایڈیٹر کو ۳ کروڑ روپیہ ہرجانہ ادا کرنے کا نوٹس دیا ہے۔

○ کراچی میں ماڈل کالونی اور ملیر توسیع میں کرفیو کے دوران فائرنگ کے واقعات کے نتیجہ میں صبح سات سے نو بجے تک کا کرفیو کا وقفہ ختم کر دیا گیا۔ فائرنگ سے بعض افراد کے زخمی ہونے اور دو کانیں لوٹے جانے کی بھی خبر ملی ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ معلوم ہوا ہے کہ بھارتی پارلیمنٹ کے ایک سو ارکین مختلف ملکوں کے دورے پر روانہ ہو رہے ہیں ان کا تعلق حکمران مخلوط پارٹی نیشنل فرنٹ سے ہے۔ یہ ارکین یورپی ملکوں کے دورے کے دوران کشمیر کے مسئلے پر رائے عامہ کی بھارت کے لئے حمایت حاصل کرنے کی کوشش کریں گے

○ حال ہی میں توڑی جانے والی مقبوضہ کشمیر کی اسمبلی میں قائدِ حزبِ اختلاف اور مسلم متحدہ محاذ کے سربراہ ۵۹ سالہ سیّد علی شاہ گیلانی کو گرفتار کر کے تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

○ بھارتی وزیرِ اعظم مسٹر وی پی سنگھ نے کہا ہے کہ کشمیر کا مسئلہ مسلمانوں کا مسئلہ نہیں ہے۔ بھارت میں رہنے والے مسلمان اپنے ملک کے وفادار ہیں

○ متحدہ عرب امارات کے صدر شیخ زاید بن سلطان النہیان ٹوکیو کے دورے پر پہنچے عرب امارات کے صدر کا یہ پہلا دورہ جاپان ہے۔

○ جنوبی افریقہ کی تنظیم افریقن نیشنل کانگرس نے مسلح جدوجہد ترک کرنے کا باقاعدہ اعلان کر دیا ہے۔

○ افغان مجاہدین کے ایک لیڈر مسٹر گل بدین حکمت یار نے شاہ ظاہر شاہ کو افغانستان واپس لانے کی مخالفت کی ہے۔

پتہ